USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM

UPSS

Shaping the leaders of Ummah

عثمان پبلک اسکول سسٹم

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ

ماہنامہ

جنوری 2023

معارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ

USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
UPSS
Shaping the leaders of Ummah

جنوری 2023 جمادی الآخرۃ - رجب 1444 ھ

Monthly e-Mag for lifelong learning & holistic development

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرتِ نبویؐ
- تعلیم وتربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیر شخصیت
- کیریر کونسلنگ
- طب و صحت
- اقبالیات
- گوشہ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس وٹیکنالوجی
- تعارف کتاب
- تاریخ

القرآن

جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔اللہ سے ڈرو ۔

سورۃ المائدہ۔ 2

الحدیث

لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع اور فائدہ پہنچائے ۔

(ترمذی 2334)

کیریر کونسلنگ

سوشل سائنسز وقت کی ضرورت

گزشتہ شمارے میں ہم نے آپ کو سوشل سائنسز کی اہمیت سے متعلق کچھ حقائق سے آگاہ کیا تھا۔ امید ہے آپ اس سے متعلق کچھ مزید جاننا چاہیں گے۔

تو آئیے اس شعبہ سے متعلق کچھ مزید جانتے ہیں۔

سوشل سائنسز دراصل ایک وسیع شعبہ ہے جس کی گہرائی میں اترے بغیر حقیقت کو سمجھنا مشکل اور اپنے لیے کیرئیر پلاننگ محال ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہم ان علوم کو دس ذیلی شاخوں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ تقسیم یونیورسٹیوں کی انتظامی تقسیم کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ عملی زندگی میں حالاتِ کار کی بنیاد پر ہے۔

سوشل سائنسز کی دس بڑی شاخیں ہیں۔

☆انسانی علوم ☆ دینیات☆ تعلیم و تربیت ☆ سیاسیات اور قانون ☆ لسانیات ☆ انتظامی علوم ☆ ابلاغیات/ میڈیا سائنسز ☆ آرٹ اور ڈیزائن ☆ مشترک اور اطلاقی علوم

سوشل سائنسز بطورِ کیرئیر

آج کا ملازمت دینے والا (ایمپلائیر) اپنے تمام ملازمین میں قیادت کا فن، معاشرتی اور نفسیاتی فہم، تہذیبی اور ثقافتی واقفیت، اہم فیصلے اورعالمی منظر نامہ کا مفہوم مانگتا ہے۔آج ہمارے ہاں بہت غلط تصور ہے کہ سوشل سائنسز میں کوئی بہتر کیرئیر ہی نہیں جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ سب سے زیادہ خدمات کے شعبے اور کام کے مواقع عمرانی علوم ہی میں ہیں۔

☆ خاندان کیسے بنتے اور مضبوط ہوتے ہیں؟

☆ اچھی یا بری حکومت کی تعریف کیا ہے ؟ نظریاتی اور فلاحی ریاست کسے کہتے ہیں؟ قانون کی حکمرانی کیسے قائم ہوتی ہے؟ سماجی اور سیاسی مسائل کے بارے میں لوگ ایک خاص نقطہ نظرکیوں قائم کرتے ہیں؟ اس سے ان کے رویوں پر کیا خاص اثرات مرتب ہوتے ہیں ان اہم امور کو جاننے کے لیےہمیں میڈیکل اور انجینئرنگ کے بجائے سیاسیات اور قانون کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔

☆ ہماری زندگی میں دین کی کیا حیثیت ہے؟ کیا اسلام زندگی کے ہر معاملے میں ہدایت دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے عمل کا مطالبہ کرتا ہے یا یہ چند عبادات اور رسومات کے مجموعے کا نا م ہے؟ اسلام اور سیکولرزم میں کیا فرق ہے ؟ ان سوالوں کے جوابات دینیات اور اسلامیات کے ماہرین ہی دے سکتے ہیں۔

☆ بچوں کو تعلیم دینے کے مؤثر طریقے کون سے ہیں اچھے اساتذہ کیسے تیار کیے جاسکتے ہیں؟ تعلیم کو جانچنے کے کون سے طریقے بہتر ہیں ؟ ان سوالات کے جوابات ایک ماہر تعلیم ہی دے سکتا ہے، میڈیکل ڈاکٹر نہیں۔ملک کی اقتصادی صورت حال کا جائزہ لینا ، معاشی استحکام وغیرہ کی وجوہات کو سمجھنا اور بیان کرنا کسی میڈیکل ڈاکٹریا انجینئر کا کام نہیں ہے۔ یہ کام تو ایک ماہر معاشیات ہی کر سکتا ہے۔

☆ معلومات کیسے تیار ہوتی ہیں۔ میڈیا سے وابستہ ادارے کیسے چلتے ہیں؟ آج کی الیکٹرانک دنیا میں ذرائع ابلاغ کے کیا فوائد اور نقصانات ہیں ؟ الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کا لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہے ؟ ان سوالات کے بہترین اور مفصل جوابات ماہر نفسیات ، عمرانیات اور ابلاغیات کے ماہرین ہی دے سکتے ہیں ، سائنسدان اور انجینئر یہاں کچھ نہیں کر سکے گا۔

بولی کسے کہتے ہیں زبان کیسے بنتی ہے ؟ اس کی ترقی کے مراحل کیا ہیں ؟ زبان اور تہذیب کا باہمی تعلق کیا ہے؟ یہ سوالات ماہرِ لسانیات سے متعلق ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل سائنسز اور اس کے مضامین کو گھروں میں کھانے او چائے کے دورا ن گفتگو کا موضوع بنایا جائے ۔ یہ علوم اسکول ، کالج اور یونیورسٹی کی کلاسز میں زیرِ بحث آئیں، اسمبلیوں اور سینیٹ میں زیرِ بحث آئیں، عدالت میں کیسز کی سماعت میں عمرانی علوم کے حوالے دیئے جائیں، اساتذہ کی خصوصی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ اچھے ، ذہین اور اہل طلبہ و طالبات جو اس کا رجحان رکھتے ہوں انہیں شروع ہی سے ان مضامین کا انتخاب کرایا جائے۔ تب ایسے افراد میسر آئیں گے جو حالات کی نبض سمجھ سکیں گے اور مضبوط قوت فیصلہ کے ساتھ ایک ایک قدم آگے بڑھ کر پاکستان کے مستقبل کو روشن بنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امت اور وطنِ عزیز کی بہتری کے لیے وقت کی ضرورت اور اس کا بہترین ادراک عطا فرمائے۔ آمین

مزمل شاہ

مینٹورنگ اینڈ کاؤنسلنگ ڈپارٹمنٹ

بچوں کی ذہنی صلاحیتیں کیسے نکھاری جائیں؟

بچوں میں ذہنی صلاحیتیں قدرتی طور پر ہوتی ہیں۔ کسی میں کم کسی میں زیادہ، مگر قدرت یہ نعمت ہر بچے کو عطا کرتی ہے۔ بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھارنے میں والدین کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ اگر وہ صحیح نہج پر بچوں کی تربیت کریں تو ذہنی و تخلیقی صلاحیتیں نکھر جاتی ہیں جو ان کی کامیاب زندگی کی بنیاد ثابت ہوتی ہیں۔ جو والدین بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے پر توجہ دیتے ہیں وہ ان کے روشن مستقبل کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بچوں کو امتحانات میں اول آنے کی ترغیب دینا تو اہم سمجھا جاتا ہے لیکن انھیں کھلونوں کو توڑ کر دوبارہ جوڑنے کی طرف راغب کرنا پاگل پن سمجھا جاتا ہے۔

بچوں کی نفسیات سے آگاہی رکھنے والے اس بات کو بہ خوبی سمجھتے ہوں گے کہ بچے اپنے ارد گرد کے ماحول سے مانوس ہوجاتے ہیں اور اپنے اطراف موجود ہر چیز کے بارے میں خود سے سوال کرتے ہیں اور پھر انھیں جاننے کی بھی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ یہ تجسس کی حس ہی ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو ممیز دے سکتی ہے، مگر جب والدین انھیں بے وجہ روکتے ٹوکتے ہیں یا زیادہ سوالات پوچھنے سے منع کرتے ہیں تو ان کی تخلیقی صلاحیت کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ کچھ والدین نے یہ بات محسوس کی ہوگی کہ بچے جب کارٹون یا کوئی پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ خود بھی ساتھ ساتھ بول رہے ہوتے ہیں اور وہی جملے دہرانے کے بعد اپنی تجاویز بھی دیتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو یہ کرتا یا وہ کرتا، در اصل وہ اس خود بیانی سے اپنی شخصیت کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور رجحان کو منظر عام پر لانے کی بات کر رہے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نئی بات سیکھنا یا کسی بات کی گہرائی تک پہنچنا ہی تخلیقی صلاحیت ہے۔

بچوں کی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں موافق تخلیقی ماحول فراہم کیا جائے۔ انھیں ایسی سرگرمیوں میں مصروف کیا جائے جو ان کے رجحانات کو اجاگر کرسکتی ہوں اور جنھیں انجام دیتے ہوئے ان کا تخلیقی ذہن جلا پائے۔ گھر میں جب بچے کوئی آرٹ یا ڈرائنگ کا کام کر رہے ہوتے ہیں تو اکثر و بیشتر والدین ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ تم نے بار بار مٹا کر درست کیا ہے، اتنی غلطیاں نہیں کرنی ہیں۔ والدین کا یہ انداز بچوں کی سوچ کو مایوسی میں بدل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ یہ کام نہیں کرسکتے اور کچھ بچے تو بالکل ہی اس کام میں دلچسپی ختم کر دیتے ہیں، اس سے بھی تخلیقی صلاحیت کی نمو رک جاتی ہے۔ بار بار غلطی کرنا ہی متحرک دماغ کی نشانی ہے۔ ان غلطیوں سے بچے بہت کچھ سیکھتے ہیں پھر اسی سوچ کے مطابق آگے بڑھتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا جب بچے کسی خاکے یا تصویر میں رنگ بھرنا شروع کرتے ہیں تو وہ اس سے پہلے اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہیں، یعنی وہ سوچتے ہیں کہ کون سا رنگ کس حصے میں اچھا لگے گا۔ اسی طرح وہ اپنے کھلونوں کو خراب کر کے ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ سب بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں ہیں جن کو والدین اکثر اوقات نظر انداز کردیتے ہیں۔ بلکہ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار دیکھتے ہوئے ان کے بارے میں اہل خانہ تبصرے کرتے ہیں کہ یہ بڑا ہوکر مکینک بنے گا یا جھگڑالو ثابت ہوگا۔ یہ عمل بالکل غلط ہے۔اسکول میں اساتذہ اور گھر میں والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں میں اپنے کام سے لگن پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ جدید اختراعات کے مطالعہ کرنے کو فروغ دیں۔ جستجو، تلاش اور نئی سے نئی سوچ کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں تب ہی بچوں کی تخلیقی صلاحیت کو ابھارا اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ والدین کی خوش مزاجی اور گھر کا عمدہ ماحول بچوں کی ذہنی صلاحیتیں نکھارنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ناکامی کا خوف کام یابی کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بچوں کو کبھی اس بات کا احساس نہ دلائیں کہ وہ یہ کام کرسکتے ہیں۔ اور یہ نہیں یا وہ یہ مضمون پڑھ سکتے ہیں اور یہ نہیں۔ ان کے ذہن میں کوئی خوف بیٹھنے نہ دیں۔ والدین کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو بھی اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے کیوں کہ وہ اپنے طلبہ کو بہتر انداز سے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اس مرحلے میں بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ سے ناکامی کا خوف نکالنا بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔

بچہ جب خوف سے آزاد ہوگا تو اس کی صلاحیتیں نکھرتی چلی جائیں گی، اس کا خود پر اعتماد بڑھتا چلا جائے گا اور اس کے روشن مستقبل کی بنیاد پڑ جائے گی۔

بچوں میں تخلیقی سوچ پیدا کرنے کے لیے ان کو نئی سرگرمیوں کی طرف مائل کریں جیسے کہ مخصوص شعبے سے ان کی توجہ ہٹا کر دیگر شعبوں کی طرف بھی دلچسپی لینا سکھائیں۔ اس طریقے سے ایک تو ان کی زندگی میں تبدیلی آئے گی اور دوسرا وہ اپنے لیے بہتر سوچنا شروع کردیں گے۔

ایک اہم بات جو بچوں کو سمجھانا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ کامیابی یکایک نہیں حاصل ہوتی بلکہ اس کے لیے مسلسل محنت اور ثابت قدمی درکار ہوتی ہے۔ اگر یہ سوچ لیا جائے کہ پہلے ہی مرحلے پر کامیاب ہونا ہے تو یہ سوچ زوال کی طرف لے جائے گی، اس لیے بچوں کے رویے میں لچک پیدا کریں۔

بچوں کے ذہنی رویے میں تبدیلی کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اس لیے ان کو سکھائیں کہ وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کی تکمیل کا اندازہ نہ لگانا شروع کردیں بلکہ اس کے متعلق دس سے پندرہ منٹ سوچیں کہ وہ اس کو کس طرح بہتر انداز سے تکمیل کی طرف لے جاسکتے ہیں۔

بچوں کو سمجھائیں کہ جب اسکول کی کسی سرگرمی میں ان کو ذمہ داری سونپی جائے تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور خود کو بھرپور طریقے سے نمایاں کریں، اس سے ان کے اندر نہ صرف احساس ذمہ داری پیدا ہوگا بلکہ دوسروں کے احساسات کو بھی سمجھنے کا موقع ملے گا۔

بچوں کو رائے لینا اور رائے دینا سکھائیے، اگرچہ کچھ والدین اس عادت سے اکتا جاتے ہیں اور جھنجھلاتے ہوئے بچوں کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ جو کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ یہ منفی رویہ ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے اس تخلیقی عمل سے فائدہ اٹھائیں اور ان کے خیالات پر غور و فکر کرتے ہوئے اپنی اور بچوں کی رائے کا موازنہ کریں۔ اس طرح آپ بچوں کے تخلیقی فن کو جاننے کے قابل ہوسکیں گے کیوں کہ مشاورت اور تجربات مثبت تبدیلی لانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سمیرا صاحبہ

بشکریہ ماہنامہ حجاب اسلامی

آئیے! امت کے قیمتی اثاثے، بچوں کی تعمیر کیجیے

اگر کوئی شخص گھر سے سفر کی غرض سے نکلے ،گاڑی میں سوار ہو اور گاڑی مختلف راستوں سے گذرتی ہوئی کئی اسٹاپ اپنے پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی رہے مگر مسافر کو معلوم نہ ہو کہ اس نے کس اسٹاپ پر اترنا ہے اور وہ کیوں سفر کررہا ہے وہ سفر کی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود اپنے مقصد سفر سے اوراپنی منزل سے بے خبر ہو تو ایسے مسافر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے......؟؟آپ یقینا یہی کہیں گے کہ اس قدر تکلیفیں برداشت کررہا ہے ،سرمایہ خرچ کررہا ہے مگر اپنے ہدف سے بے خبر ہے۔شب وروز گذر رہے ہیں،گھڑی کی ٹک ٹک کرتی سوئی درحقیقت چیخ چیخ کر وقت کے تیزی سے گذرنے کا اعلان کر رہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ زندگی کا ایک عرصہ ہم گذار چکے ہیں اس کی دی ہوئی نعمتوں کا ہم بے دریغ استعمال کررہے ہیں۔کیا ایسے میں ہم نے اپنی زندگی کے مقصد پر کبھی غور کیا...؟مستقبل کی منصوبہ بندی سے متعلق بھی سوچا...؟ اپنے لیے کسی نصب العین کا، کسی منزل کا تعین کیا...؟ یا اس بے خبر مسافر کی طرح بھٹکتے پھر رہے ہیں۔یہ تمثیل ہماری زندگی کا کل اثاثہ ہے اور ہم اس مثال کو سامنے رکھ کر بچوں کی کردار سازی ،شخصیت سازی ،ان میں روحانی پاکیزگی اور بلند اخلاق پیدا کرنے میں کلیدی اور بنیادی کردار ادا سکتے ہیں ۔یہ کام والدین اور اساتذہ نے مل کر کرنا ہے کیوں کہ ہماری مشترکہ کوشش سے ہی امت مسلمہ کے قیمتی اثاثے تعمیر ہوسکتے ہیں ۔ اس اہم کام کی انجام دہی کے لیے تعلیم کی تین اہم ذمے داریوں کو لازمی مد نظر رکھنا ہوگا ۔

1۔ تعلیم کی پہلی اور بنیادی ذمے داری یہ ہے کہ ہم بچے کے اندر چھپے ہوئے خزانے تلاش کرنے میں اس کی مدد کریں ۔ہر بچہ فطری صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے اور انہیں فطری صلاحیتوں سے اپنی غیر فطری صلاحیتوں کو نشونما دیتا ہے ۔کیا ہم یہ کام کرتے ہیں ؟ہم تواپنے بچے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر اس کی قابلیت و استعداد کا اندازہ لگاتے ہیں تو ایسی صورت میں بچہ اپنے اندر چھپے خزانے کس طرح تلاش کرسکتا ہے ؟ذہانت کا معیار پاس یا فیل ،نمبر کم یا زیادہ کی بنیاد پر نہیں ہوسکتا ۔نمبروں کی آنکھ سے بچے کی ذہانت دیکھنا ذہانت کے ساتھ دشمنی ہے، وہ ذہنی کوفت کا شکار ہوجائے گا اور دنیا کی نظر میں خود کو کمزور محسوس کرے گا۔ہمیں تعلیم کے اس اہم مقصد کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر جوخزانے چھپائے رکھے ہیں ،بہترین عقل اور خوب سے خوب تر دماغ اور ذہانت سے نوازا ۔کیا ان نعمتوں کو صرف دنیا وی کامیابی کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔ یہ کام کم عقل سے بھی ہوسکتا ہے ،زیادہ عقل کی ضرورت ہی نہیں ۔چھپے خزانوں کا مقصد تو یہ ہے کہ بڑا خواب دیکھیں ، اصل کامیابی اور منزل کو سامنے رکھیں ،مقصد، عظیم کی جانب پیش قدمی کی جائے،دوسروں کے کام آئیں ،بہترین معاشرہ تعمیر کریں۔

2۔ بچے کو اپنے مقصدِ وجود سے آشنا کیا جائے کہ وہ اس دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے ؟اس کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے ؟علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے ہمیں بہترین انداز میں سمجھایا ہے کہ

ہو ترے خاک کے ہر ذرے سے تعمیر حرم
خود کو بیگانہء انداز کلیسائی کر

اقبال نے امت مسلمہ کو ایک اہم مقصد سے آگاہ کیا ہے کہ ہمیں وژن اور مشن کے اعتبار سے وہ عظیم کام کرنے ہیں کہ جس سے روئے زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہو۔یہ اسی صورت ممکن ہوسکے گا جب ہم مغربی آئیڈیاز سے محبت کے بجائے مقصد وجود سے آشنا ہوں گے اور اہم و بنیادی ذمے داری (خلیفۃاللہ فی الارض)کی انجام دہی کی سعی و کوشش کریں گے ۔

3۔ تعلیم کی تیسری اہم ذمے داری یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو پانے اور تزکیہ نفس کے لیے بچے کی مدد کی جائے ،تزکیہ کہتے ہیں اپنے وجود کی آلودگیوں کو نفس سے پاک صاف کرنا ۔بُرے خیالات ،بُرے اعمال جاننا اور آگاہ ہونا اور پھر اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرنا ۔بچے کو اپنے تزکیہ کا عادی بنانا تعلیم کی اہم ذمے داری ہے ،تعلیمی میدان میں ان تین مقاصد کو حاصل کرنا نہایت ضروری ہے اور انہی مقاصد کے حصول کے ساتھ تعلیمی میدان میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے ۔
آیے.... عہد کرتے ہیں کہ ہم بچے کی تعمیر میں ہروہ قدم اٹھائیں گے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت (حقیقی منزل) کا حصول یقینی ہو۔

اشرف بن یعقوب

معلم ،کیمپس (9)

کیا آپ اپنے بچے کی تربیت اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی کے لیے فکر مند ہیں؟
کیا آپ کسی مستند کاؤنسلر سے رہنمائی چاہتے ہیں؟
کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہترین والدین بننے کا اعزاز حاصل کریں!!

هم لارہے ہیں آپ کے لیے...

عثمان پبلک اسکول سسٹم کے **تربیہ ای میگزین** میں ایک ایسا مستقل سلسلہ

ہم سے پوچھیے

جو آپ کے سوالات کے تسلی بخش جواب دے گا۔
آج ہی اپنے سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیے۔۔

JOIN OUR GUIDES

mcd@usman.edu.pk

Our very own Usmanians

You are invited to write your heart out in a special section of

TARBIYAH E-MAGAZINE

Your writing may contain
Any unforgettable memory of your school..
Any thing which you like the most about UPSS...
Any article with authentic knowledge Related to career opportunities, different professions and degrees,
Any word of advice for your juniors
Your achievement , Success stories
And much more...

JOIN OUR GUIDES

Department of
Mentoring & Counselling
Usman Public School System

E-mail your write ups at
mcd@usman.edu.pk